ڈاکٹر صائمہ بتول
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر افتخار احمد سلہری
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر مریم سرفراز
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

Dr. Saima Batool
Assistant Professor, Department of Punjabi,
Lahore College for Women University, Lahore

Dr. Iftikhar Ahmed Sulehri
Assistant Professor, Department of Punjabi,
GC University, Lahore

Dr. Maryam Sarfaraz
Assistant Professor, Department of Punjabi,
Lahore College for Women University, Lahore

ریاض احمد پرواز بطور پنجابی شاعر

Riaz Ahmed Perwaz as a Punjabi Poet

Abstract: Riaz Ahmad Perwaz is a renowned Punjabi poet. He has written numerous books in urdu,Persian ,English while also expressing his thoughts in his mother language.In Punjabi he has penned naatia poetry,along with nazams ghazals and rubais. He is a seasoned Punjabi poet,and we can describe him as a poet full of life and emotions. He has wrote 25 books in urdu and 4 books of poetry in his mother language Punjabi. His poetry addresses contemporary issues and highlights various problems and evils surrounding us. His poetry possesses all the qualities expected from a high caliber poet. He is not only a renowned poet but also a great journalist. He has a vast knowledge about politics and visited 32 countries as he is found of traveling. Despite being 85 years old, his passion and writing remain youth ful. We must say that the poetry of Riaz Ahmad is rich in every aspect. His Punjabi books names are Naat praga,Sooraj Chan Sitary duby,Tanhg and Udeek. His poetry fulfills all the demands of poetry,and his verses exhibit a unique blend of depth and emotional richness. In this research article it is tried to describe all the aspects of his poetry.

Key Words: contemporary, emotions, poetry, seasoned, mother language, passion

ریاض احمد پرواز علمی ادبی اور صحافتی دنیا میں ایک جانا پہچانا نام ہے وہ ایک محنتی زندگی سے بھرپور ہر وقت کام کرنے پر یقین رکھنے والے شاعری کو اپنے دل میں بسائے پڑھنے لکھنے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے اور کتابوں سے عشق کرنے والے سیر و تفریح کے دل دادہ انسان ہیں۔ ان کی تخلیقی پرواز بہت اہمیت کی حامل ہے وہ ادب اور خاص کر شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں وہ ایک ہی وقت میں سفر نامہ نگار، سچا صحافی، عقیدت مند نعت گو اور بہترین شاعر اور ادیب ہیں۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں اُن کی تخلیقی بے قراری اُن کو بیٹھنے نہیں دیتی اور یہی تخلیقی پرواز اُن کی ہر نئی آنے والی کتاب میں پہلے سے بلند ہوئی دکھائی دیتی ہے احمد شہباز خاور اُن کی اس تخلیقی بلندی بارے اس طرح رقمطراز ہیں:

''ریاض احمد پرواز دی تخلیق پرواز بڑی مان یوگ اے اوہ کسے سفر توں آ کے سفر نامہ لکھ داے اوہ سنن والے نوں کنوں پھڑ کے بیٹھا لیندا اے۔ شاعری دیاں اوکھیاں صنفاں ول دھیان دیندا اے تے اوہناں نوں سوکھا کر کے رکھ دیندا اے سمجھ نہیں آوندی اوہنوں رباعی لکھن دا ماہر آکھیا جائے، نظم دا سکہ بند شاعر متھیا جائے۔ نعت دا گنی تے سیرتی نعت نگار منیا جاوے یاں غزل دا تاثیر ونڈ کوی سمجھیا جاوے۔''(۱)

ریاض احمد پرواز نے اپنی زندگی میں علمی ادبی حوالے سے جو کمائی کی ہے اُس کا کوئی مقابلہ نہیں اُنہوں نے پنجابی کے علاوہ اردو فارسی اور انگریزی میں بھی لکھا ہے اوہ ایک بہترین شاعر اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ خود کو ایک بہترین صحافی کے طور پر بھی منوایا ہے۔ آج کے دور کے بڑے بڑے صحافی پرواز صاحب کو اپنا استاد مانتے ہیں۔ ان کا کلام ستر سے زیادہ اخبارات اور رسائل میں چھپ چکا ہے ریڈیو پاکستان کے شعبہ خبر میں اُنھوں نے لگاتار بتیس سال کام کیا اخباروں میں کالم لکھتے رہے ہیں ابھی بھی فیصل آباد سے نکلنے والے روزنامہ امن میں کام کر رہے ہیں اُن کی عمر اس وقت پچاسی سال سے اوپر ہے لیکن ان کے جذبے اور ہمت آج بھی جوان ہے پہلے پہل وہ سیاست اور ساحت کے شوقین تھے اور اسی شوق میں اُنہوں نے ایشیا، افریقہ اور آسٹریلیا کے ۳۲ ملکوں کی سیاحت کی ہے اور پھر ان سفروں کو کتابی شکل میں ڈھال کر علمی ادبی میدان میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ پرواز صاحب نے اردو میں بھی ۲۸ کتابیں لکھی ہیں اور ان کا یہ ادبی سفر ابھی بھی جاری ہے پنجابی میں وہ جو بھی لکھتے ہیں ابتداء رب تعالیٰ اور ان کے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام سے کرتے ہیں اور یہی روایت پنجابی شعرا کی رہی ہے اصل میں تو شاعر نعت لکھتے ہوئے پوری دنیا سے الگ ہو کر صرف رب تعالیٰ اور محبوب اللہ محمد مصطفیٰ کے بارے لکھتا ہے اُن سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتا ہے نعت میں شاعر اپنے لئے حضرت محمد ﷺ کو اپنا وسیلہ بناتا ہے اپنے مسائل اور پریشانیوں کے حل کے لئے واسطے ڈالتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ آپ ﷺ کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے ﷺ محبت اور بھرپور عقیدت کا اظہار کرتا ہے اس حوالے سے پروفیسر محمد یعقوب مظہر گل لکھتے ہیں:

''شاعر جب نعت کہتا ہے تو وہ بھی نبی اکرم کے مقام کا اظہار کرنا چاہتا ہے تاہم اس کے الفاظ اور تراکیب وغیرہ اُن کے مقام اعلیٰ کا حق ادا نہیں کر سکتے شاعر ایسی تگ و دو میں رہتا ہے کہ کسی طرح وہ نبی پاک کے مقام اعلیٰ کو احاطہ تحریر میں لے آئے۔''(۲)

نعت لکھنے کے لئے جذبوں میں عشقِ رسول کا ہونا انتہائی ضروری ہے پرواز صاحب نے عشقِ رسول میں نعتیں لکھی ہیں ایک شاعر جتنی بھی کوشش کر لے نبی پاک ﷺ کی مدح کا حق ادا کرنا مشکل ہے اس ذات مقدس کی شان کا بیان مشکل ہے کیونکہ رب تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ سے اونچی ذات اور کوئی نہیں اس لئے شاعر کے لئے اس مقام کو بیان کرنا مشکل ہوتا ہے اس جگہ پر وہی کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے عشق میں پکیائی اور سچائی رکھتے ہوں پر ریاض احمد پرواز ایک سچے عاشق کی طرح اپنی عاجزی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ ﷺ کے مقام اور مرتبے کو بیان کرنے کے لئے الفاظ تلاش کر ہی لیتے ہیں:

عقل توں باہر نے ساری صفتاں آپ دیاں
ہور کسے ایہہ عظمت پائی ویکھی نہیں(۳)

ریاض احمد نے کیونکہ اپنی سیاحت کے دوروان مدینہ منورہ میں بھی قیام رکھا ہے اس لئے ان کی نعتوں میں مدینہ شہر وہاں کی گلیوں اور پر فضا ہوا کا ذکر بھی بہت ملتا ہے وہ مدینے جا کر اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ دھرتی بے مثال ہے وہ یہ بات اس لئے بھی کہتے ہیں کہ انھوں نے کئی ملکوں کی سیر کی ہے پر جو سکون اور اطمینان انھیں مدینے جا کر میسر آیا وہ کہیں اور نصیب نہیں ہوا اُس شہر کا کسی سے کوئی مقابلہ نہیں اس در پے جا کے انسان اپنے دکھ بھول جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے روضہ مبارک سے ہر بیمار شفا پاتا ہے اور ہر درد کی دوا میسر آئی ہے۔ مدینہ شریف جا کے جو سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے ریاض احمد پرواز اس طرح نعت لکھتے ہیں:

سب نوں ملدا طیبہ جا کے دل دا چین قرار

ٹھنڈیاں چھانواں اکھاں اتے آوے جد تریل(۴)

نعت نبی ﷺ رب تعالیٰ کی سنت ہے قرآن پاک میں اللہ پاک نے جا بجا آپ ﷺ کی تعریف کی ہے بے شک اللہ اور اُس کے برگزیدہ فرشتے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور یہی تلقین مومنوں کو بھی کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس سے لے کر آپ کی صفات، معجزات، برکات، اعمال، افکار، عادات غرض کہ زندگی کے ہر پہلو کو نعت کا موضوع بنایا گیا ہے نعت کا لفظی مطلب بھی صفت یعنی خوبی اور گن بیان کرنا ہی ہے اور یہ لفظ خاص مدح رسول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر رزاق شاہد نعتیہ موضوعات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ ﷺ دے اخلاق، سیرت دا ہر پہلو، معجزات، خطبات، عبادات، معاملات، عادات تے سنت (حیاتی دا ہر ہر عمل) تے آپ ﷺ دی تعلیمات سبھ کجھ نعت دے موضوعات دے گھیرے وچ اوندا اے۔''(۵)

ریاض احمد پرواز نے بھی نعتوں میں صرف آپ ﷺ کے معجزات اور برکات کا ذکر نہیں کیا بلکہ اُن کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے اپنی عاجزی اور بے بسی کو بھی اپنے نبی ﷺ کے سامنے رکھا ہے ویسے بھی مومن آپ ﷺ سے محبت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا ہے ریاض احمد پرواز کی نعتیہ شاعری میں سادگی کے ساتھ ساتھ پختگی اور آپ ﷺ سے محبت کا والہانہ اظہار ہے وہ روضہ رسول کے سامنے بیٹھ کر نعتیں لکھتے اور مدح سرائی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پڑھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ خود روضہ مبارک کی جالیوں کو چوم رہا ہو اور مدینہ کی گلیوں میں گھوم رہا ہو۔ جیسے ریاض احمد پرواز لکھتے ہیں:

راہ دسدی اے روشن ہنجواں دی

ساوا گنبد رہوے جے دھیان اندر

فجرے اُٹھ کے نعتاں میں

لکھ ناں واں درد ہجر دا اے داستان اندر(۶)

ریاض احمد پرواز اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بھی مدینہ منورہ جائے گا اس کی ہر تکلیف ہر بیماری ہر پریشانی دور ہو جائے گی وہ شفایاب ہو جائے گا اس لئے اُنھوں نے مدینہ کو دار الشفاء کہا ہے جہاں ہر روحانی و جسمانی بیماری سے شفا ملتی ہے۔ نعت لکھنا کوئی آسان کام نہیں نعت ہر شاعر نہیں لکھ سکتا اس کو لکھنے کے لئے دل میں حب رسول ہونا بہت ضروری ہے اگر پرواز صاحب کی نعتیہ شاعری پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اُن کی کتاب کا ایک ایک مصرعہ عشق رسول کے رنگ میں رنگا ہوا اور اخلاص کے آب سے تر ہے۔ وہ آپ ﷺ کو رحمت للعالمین یعنی تمام عالموں کے لئے رحمت

مانتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ رب تعالیٰ انسان کو جو بھی عطا کرتا ہے وہ اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے عطا کرتا ہے اس حوالے سے ڈاکٹر محمد ایوب اس طرح رقمطراز ہیں:

"رحمت للعالمین ہوون دا مطلب ایہہ اے کہ کائنات نوں ربولوں جناں فیض ملدا اوہ آپ دے وسیلے نال ملدا اے۔"(۷)

جب بے مثل اور اُونچی ذات آپ ﷺ کی ہو تو معجزات کا رونما ہونا کوئی اچنبے کی بات نہیں آپ ﷺ نے معاشرے کو جہالت کی تاریکی سے نکالا اور سب کو اُن کے حقوق دلوائے آپ نے آنے والے وقت کے بارے بشارتیں بھی دیں۔ ریاض احمد پرواز نے آپ ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے جہاں آپ کی صفات اعلیٰ اور معجزات و برکات کا ذکر کیا ہے شہر مدینہ اور گنبد خضرا کو موضوع سخن بنایا ہے وہیں اُنہوں نے اسلامی تاریخی واقعات کو بھی شعروں میں بیان کیا ہے جو نہ صرف آپ کی محمد ﷺ سے محبت اور عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے بلکہ اسلامی تاریخی واقعات بارے اُسکی معلومات اور فہم و فراست بھی ہے سنگیت ترنم اور سادگی بھی پرواز صاحب کے نعتیہ کلام کی خوبی ہے آسان اور رواں الفاظ کے استعمال سے جہاں ترنم اور سنگیت نے جنم لیا ہے وہیں مفہوم و معنی میں گہرائی بھی پیدا ہوئی ہے اور پُر معنی اور عقیدت سے بھرپور یہ شعر اتنے سادہ ہیں کہ پڑھتے ہی زبانی یاد ہو جاتے ہیں اور دل میں اُتر جاتے ہیں جیسے وہ لکھتے ہیں:

ہر پاسے نیں صفت ثناواں آپ دیاں
اُمت لئی نیں ساری دعاواں آپ دیاں'(۸)

ریاض احمد پرواز کے اس شعری مجموعے کی یہ خاص بات ہے کہ اس کو پڑھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ جیسے نعتیہ سفر نامہ ہو۔ پنجابی نعت کے علاوہ ریاض احمد پرواز نے پنجابی غزلیں اور نظمیں بھی لکھی ہیں "سورج چن ستارے ڈبے" اُن کی غزلوں اور نظموں پر مشتمل کتاب ہے اُن کی پنجابی نظم موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے وہ ایک حساس انسان ہیں ویسے بھی شاعر معاشرے کا حساس ترین انسان ہوتا ہے اور ارد گرد ہونے والی اونچ نیچ اور کج رویوں کو کبھی بھی دیکھا ان دیکھا نہیں کر سکتا بلکہ اپنے مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں اُنہیں جانچنا پرکھتا اور پھر اُنہیں الفاظ کے پہناوے پہنا کر سامنے آتا ہے جس سے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اُسی کے جذبات کی ترجمانی ہو رہی ہے پرواز صاحب نے سماج میں رونما ہونے والے واقعات خاص طور پر سماجی برائیوں پر انگلی اُٹھائی ہے۔ اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو تنقیدی نظر سے ویکھا ہے۔

کسے وی دفتر چہ کم نہیں ہوندا میں سوراو تھے کھوا نہیں سکدا
ناں کوئی ہڈی ناں کوئی وڈھی میں افسر اگے پا نہیں سکدا'(۹)

ریاض احمد پرواز کی نظمیں دور حاضر کا نقشہ الیکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں وہ اس عمر میں بھی جوان تحریریں لکھتے ہیں ان کے جذبات و احساسات ابھی بھی نوعمر ہیں ان کے مزاج میں پختگی اور گرمائش ہے اور اسی حلاوت کی وجہ سے وہ اپنے تخلیقی سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں وہ ایک ہی شعر میں ایسی گہری بات کہنا چاہتے ہیں کہ پڑھنے والا ان کی سوچ کی اس بلندی کو داد دیئے بناں نہیں رہ سکتا اللہ کا ولی بننا اولیائی اختیار کرنا کوئی آسان کام نہیں یہ بہت بڑے راز اپنے اندر چھپانے کی قدرت رکھتے ہیں اس حوالے سے ریاض احمد پرواز لکھتے ہیں:

ڈوہنگیاں گلاں ڈوہنگے پینڈے اوکھی اے اولیائی
جانن والے پی جاندے نیں ست سمندر رویکھے'(۱۰)

پنجابی تہذیب و ثقافت ایک جاندار اور شاندار ثقافت ہے جس کی جڑیں دنیا کی قدیم ترین دریائے سندھ کی تہذیب و ثقافت سے جا ملتی ہیں پنجاب کی سرزمین رب تعالیٰ کی ہر نعمت سے مالا مال ہے یہاں خوبصورت موسم ہری بھری فصلیں کھیت، دریا، نہریں، درخت پھول پودے اور زمین کے اندر چھپی نعمتیں رب تعالیٰ کی ثناء کرتے بلند و بالا پہاڑوں کے علاوہ خوبصورت رسم و رواج بھی ہیں جیسے اگر بنیرے پر کوا بولے تو یہ مانا جاتا ہے کہ آج گھر میں کوئی مہمان آنے والا ہے اسی طرح آٹا گوندھتے اگر آٹا اُڑے تو بھی مہمان کی آمد کی ہی پیشن گوئی سمجھی جاتی ہے پنجاب کی تہذیب و ثقافت کو اپنے من میں سجائے پرواز صاحب بھی اسی کو اپنے شعر میں بیان کرنے کے لئے اپنی ثقافت کے ساتھ گہرے تعلق کو اس طرح ثابت کرتے ہیں:

کوئی پروہنا آوے گا
کوٹھے اُتے بولے کاں(۱۱)

حالات بدل چکے ہیں پیار محبت الفت احساس اور مروت جیسے انمول تحفے اب ناپید ہو چکے ہیں اب ہر کوئی اپنی زندگی میں مصروف ہے کسی کو کسی کی پرواہ نہیں خود غرضی اور بے حسی کی اس فضا میں احساس مند شاعر اپنا دم گھٹتے محسوس کرتے ہیں اسی خیال و احساس کی کمی دیکھتے ہوئے ریاض احمد پرواز اُس ٹھنڈی چھاؤں کی کمی کو اس طرح محسوس کرتے ہیں:

ٹنڈ مرنڈ درختاں توں
لبھدے آں ہن ٹھنڈی چھاں'(۱۲)

ادب اگر تربیت نہیں کرتا اُس ادب کو پڑھ کر اگر انسان کچھ سیکھتا نہیں تو ایسا ادب کسی کام نہیں۔ شاعر بھی اپنی شاعری میں صرف پیار محبت اور رومانوی باتیں نہیں کرتے بلکہ موجودہ دور کے شاعر تو اس سے بہت آگے چلے گئے ہیں لیکن پھر بھی وہ وصل اور فراق جیسی کیفیت کو بیان کیئے بناں نہیں رہتے جب تک جذبات لگن اور ارادوں میں پختگی نہیں آتی تب وہ انسان کچھ بھی حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوتا اور جو اُمید کا دامن تھامے اپنے آپ پر بھروسہ رکھے اپنی منزل کی طرف رواں رہتے ہیں طلاطم خیز موجیں اُنہیں کبھی مایوس نہیں کر سکتیں پرواز صاحب لکھتے ہیں:

وصل دی منزل اوہ پاون
جیہڑے یار دا بوہا ملدے'(۱۳)

دوسروں کے کام آنے والے اپنوں اور غیروں کی تفریق کئے بناں ہر ایک کی مدد کرنے والے ہی عظیم ہوتے ہیں ایسے لوگ ہی پسند کیئے جاتے ہیں اور لوگ اُن کو اُن کے کردار کی بدولت ہمیشہ یاد رکھتے ہیں اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے پھر ہر طرح کی تکلیف برداشت کرنا ہوتی ہے یہ مقام مرتبے ایسے ہی حاصل نہیں ہوتے دھوپ میں جلنا پڑتا ہے جس طرح درخت خود سارا دن دھوپ سہتے ہیں اور دوسروں کو ٹھنڈی چھاؤں دیتے ہیں امجد شریف اس حوالے سے لکھتے ہیں:

دھپ چھاں جرنی پینی اے
محنت کرنی پینی اے
تحفہ تاں ای ملنا اے
سر تاں اُچا ہونا اے'(۱۴)

درخت جیسا سخی کوئی نہیں ہو سکتا وہ ہر وقت مشکل برداشت کر کے دوسروں کے سکھ سکون کا باعث بنتا ہے لوگ اس کے پتے توڑتے ہیں اس کی ٹہنیاں کاٹتے ہیں مگر وہ بدلے میں راحت اور سکون ہی دیتا ہے انسان کو بھی چاہیے کہ وہ ان درختوں کی دریادلی سے سیکھیں اور بانٹنے کی عادت اپنائیں یہی درس دیتے ہوئے ریاض احمد پرواز جو کہ زندگی سے بھرپور انسان ہیں لکھتے ہیں:

میرے گھر دے ساہمنے　　ٹاہلی دا اک رُکھ
جیہڑا آل دوالے ونڈے　　چھاواں بھریا سُکھ (۱۵)

ریاض احمد پرواز کی پنجابی ادبی پرواز بہت اونچی ہے اُنہوں نے پنجابی نعت، غزل، نظم کے علاوہ پنجابی رباعی بھی لکھی ہے پنجابی میں رباعی سب سے پہلے ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے لکھی رباعی کا مطلب چار چار کے ہیں یہ چومصری نظم ہوتی ہے۔ پنجابی میں بہت کم شعرا نے اس ادبی صنف میں طبع آزمائی کی ہے پروفیسر پروین شاہ دین رباعی کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"ربع عربی زبان وچ کسے شے دے چوتھے نوں آکھدے نیں تے رباعی چار والی یعنی چوپائی اصطلاح وچ ایس توں مراد شعر دی اوہ شکل اے جیہدے چار مصرعے تے دو شعر ہوندے نیں ایسے لئی اوہنوں دوبیتی وی آکھیا جاندا اے"(۱۶)

ریاض احمد پرواز کی رباعی کی کتاب کا نام تاہنگھ ہے اس کتاب میں موجود رباعیوں میں بھی اپنی نظموں کی طرح اُنہوں نے کئی موضوعات کو موضوع سخن بنایا ہے ان رباعیوں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں پرواز صاحب نے اُن عالمگیر سچائیوں اور حقائق کو بیان کیا ہے جن سے کسی کو بھی انکار نہیں جیسے ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور کسی نے بھی ہمیشہ اس دنیا میں قیام نہیں کرنا اور ہم اس بات سے کبھی انکار نہیں کر سکتے کہ جو ایک بار اس دنیا سے چلا جاتا ہے وہ واپس اس جہان فانی میں نہیں آئے گا اس حوالے سے پرواز صاحب لکھتے ہیں:

ہر زہر جو ملیا اوہو کھانا پینا
سینے تے ہر اک زخم سجانا پینا
ہر درد دے تحفے نوں سنبھالاں میں وی
دنیا تے جو آیا اوہنوں جانا پینا(۱۷)

ریاض احمد پرواز ایک عوامی شاعر ہیں اُن کی زبان سادہ اور ٹھیٹھ ہے وہ سماج میں موجود برائیوں، ظلم زیادتی، ناانصافی، نفرت، بدامنی کو موضوع بناتے ہیں اور ان کی شاعری زمین پر موجود انسان کے دُکھوں کو الفاظ کا روپ دیئے بیٹھی ہے وہ غرور و تکبر سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے نرمی اور عاجزی اختیار کرنے کے لئے اُکساتے ہیں صلح صفائی امن سے زندگی بسر کرنے کا درس دیتے ہیں کوئی بڑا چھوٹا نہیں سب انسان برابر ہیں اکڑ غرور اور تکبر

صرف رب تعالیٰ کے لئے ہے مٹی سے بنے انسان ہنکار اور تکبر کر کے تباہ ہو جاتے ہیں جیسے فرعون کو اسکا تکبر لے ڈوبا نرمی اور محبت سب کچھ عطا کرتی ہے پھل اُسی ٹہنی کو لگتا ہے جو جھکی ہوئی ہوا سی ضرب المثل کو شعری روپ دیتے ہوئے پرواز صاحب لکھتے ہیں:

پھل دار جو ٹہنی ایں سدا اوہ جھکدی
آکڑ جو دکھاوے اوہو ٹہنی سُکدی
پانی نوں جو رڑکے ودھاوے گل نوں
دل توں نہ مکایئے تے نہیں گل مکدی'(۱۸)

مومن کا کردار یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولے وعدہ کرے تو پورا کرے پورا تولے ظلم زیادتی اور ناانصافی کو چھوڑ کر دوسروں کا خیال رکھے کیوں کہ آخرت میں اسی دنیا میں کیئے ہر عمل کا حساب ہو گا اس لئے کہ کسی نے بھی یہاں ہمیشہ نہیں رہنا یہ دنیا فانی ہے بے ثبات ہے زوال پذیر ہے اس حوالے سے غفران سید لکھتے ہیں:

"دنیا دا کیہڑا مذہب اے کیہڑا ملک اے جیہڑا دنیا دی بے ثباتی دا قائل نہیں ایہہ تے اک اٹل سچائی اے پئی جیہڑا پیدا ہوندا اے اوہ مردا اے۔"(۱۹)

گو ریاض احمد پرواز نے اردو میں بہت لکھا ہے پر اُنہوں نے اپنی مادری زبان سے محبت کا اظہار بھی اپنی رباعیوں میں کیا ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ زبان اُنہیں گڑھتی میں ملی ہے اس بات کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں:

پنجاب دی دھرتی دی ہے پیاری بولی
اکانہ کڑتن اوہ ہے کنی مٹھی
مینوں جو پنگھوڑے وچ سکھائی ماں نے
اوسے ای لکھت وچ رباعی لکھی'(۲۰)

ریاض احمد پرواز ایک منجھے ہوئے شاعر ہیں وہ لکھنے پڑھنے کے شوقین ہیں اور ہر وقت کسی نہ کسی کام کو لگے رہتے ہیں ان کی نظمیں موجودہ دور کے سارے مسائل کا احاطہ کرتی ہیں اسی طرح ان کی غزلیں بھی ان کی سوچ و کردار کی پختگی کا منہ بولتا ثبوت ہیں جبکہ رباعی فنّی و فکری حوالے سے بلندی کو چھوتی ہیں وہ بہت سادہ لفظوں میں بڑی گہری بات کہہ جانے کے فن سے واقف ہیں۔ وہ غرور سے بچنے، مظلوم کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر آواز اُٹھانے، بے حسی، خود غرضی اور وعدہ خلافی جیسی برائیوں کے خلاف ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ریاض احمد پرواز۔ سورج چن تارے ڈُبے۔ فیصل آباد: سردار پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء۔ ص ۱۹

۲۔ ریاض احمد پرواز۔ نعت پراگہ۔ فیصل آباد: نعت آکادمی، ۲۰۱۹ء۔ ص ۸

۳۔ ایضاً۔ ص ۴۳

۴۔ ایضاً۔ ص ۳۲

۵۔ رزاق شاہد، ڈاکٹر۔ ازلاں دا سرناواں۔ لاہور: ادارہ پنجابی لکھاریاں، ۲۰۲۴ء۔ ص ۱۵

۶۔ ریاض احمد پرواز۔ نعت پراگہ۔ ص ۵۶

۷۔ محمد ایوب، ڈاکٹر۔ جیون جاچ۔ فیصل آباد: سارہ پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء۔ ص ۵۰

۸۔ ریاض احمد پرواز۔ نعت پراگہ۔ ص ۱۷

۹۔ ریاض احمد پرواز۔ سورج چن تارے ڈُبے۔ ص ۷۹

۱۰۔ ایضاً۔ ص ۶۱

۱۱۔ ایضاً۔ ص ۲۷

۱۲۔ ایضاً۔ ص ۳۷

۱۳۔ ایضاً۔ ص ۸۸

۱۴۔ امجد شریف۔ فرض نبھاندے تارے۔ گوجرانوالہ: وادی ادب پبلی کیشنز، ۲۰۲۱ء۔ ص ۴۲

۱۵۔ ریاض احمد پرواز۔ سورج چن تارے ڈُبے۔ ص ۶۱

۱۶۔ اقبال صلاح الدین۔ لعلاں دی پنڈ۔ لاہور: عزیز پبلشرز، ۱۹۹۱ء۔ ص ۱۴۱

۱۷۔ ریاض احمد پرواز۔ تاہنگھ، فیصل آباد: زیدی ڈیجیٹل پرنٹنگ، ۲۰۲۲ء۔ ص ۷

۱۸۔ ایضاً۔ ص ۶۹

۱۹۔ غفران سید۔ کلاسیکی ادب۔ لاہور: عزیز پبلشرز ۱۹۹۰ء۔ ص ۱۹۹

۲۰۔ ریاض احمد پرواز۔ تاہنگھ۔ ص ۲۸